© rasailojaraid.com

مولانا عبدالرحمن کیلانی

قسط (۲) آخری

اسلامی نظام معیشت میں

سادگی اور کفایت شعاری کا مقام

موجودہ معاشی مصائب کا واحد حل سوشلزم نہیں، اسلام ہے

خلافتِ راشدہ کے دور میں ہمیں ایک واقعہ ایسے مالدار اور بخیل شخص کے متعلق بھی ملتا ہے جو دوسروں کے کام تو کیا آتا، اپنی ذات پر بھی کچھ خرچ نہ کرتا تھا۔ اس کی ظاہری ہیئت دیکھ کر یوں معلوم ہوتا تھا کہ خیرات کا سب سے مستحق یہی ہے۔ اس کے پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرمایا "تمہیں خدا نے دیا ہے تو اسے استعمال کیوں نہیں کرتے؟ یہ تو خدا کی ناشکری ہے کہ اس کی دی ہوئی نعمت کا بالکل مظاہرہ ہی نہ ہو"

آج کل نمود و نمائش کے دلدادہ اور مسرفین اپنے اسراف کے حق میں مندرجہ بالا واقعہ ہی پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسے لوگ آج بھی معاشرہ میں موجود ہیں اور تقریباً ہر ایک کو ان کا پتہ ہوتا ہے۔ ایسے لوگ دوسری انتہا کو پہنچے ہوتے ہیں۔ اسلام میں ایسی رزالت اور بخل بھی گوارا نہیں۔ اسلام سادگی، صفائی اور کفایت شعاری کا ضرور حامی ہے لیکن بخل ایک گناہِ عظیم ہے خواہ دوسروں کے حق میں ہو یا اپنے حق میں۔

کفایت شعاری سے انسان میں وہ ایثار پیدا ہوتا ہے جس سے وہ اپنی ضرورت بھی پس پشت ڈال کر اپنے بھائی کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ اس صحابی کا کردار، جس کے حق میں یہ آیت "یؤثرون علیٰ انفسہم ولو کان بھم خصاصۃ" نازل ہوئی کتنا بلند تھا۔ جس نے رات کے وقت اپنے گھر میں موجود تمام سامانِ خورد و نوش اپنے مہمان کے حوالے کر کے چراغ

© rasailojaraid:com

© rasailojaraid.com

گل کر دیا اور اندھیرے میں مہمان پر یوں ظاہر کیا جیسے وہ بھی اس کے ساتھ کھا رہا ہے۔ ادھر بیوی نے بچوں کو بہلا پھسلا کر بھوکا ہی سلا دیا۔

اور اس سے بھی بڑھ کر میدانِ جنگ میں زخموں سے چور صحابہ کا وہ منظر ہے جبکہ نزع اور شدید پیاس کے عالم میں بھی پانی کا پیالہ اپنے دوسرے بھائی کو پیش کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ پانی کا صرف ایک ہی پیالہ تھا۔ ایک بھائی نے دوسرے کو، دوسرے نے تیسرے کو پیش کرتے کرتے بالآخر سات صحابہ نے اپنی جان، جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ لیکن اس عالم میں بھی ہر ایک کو اپنے دوسرے بھائی کا خیال اپنی نسبت زیادہ رہا۔

طبقاتی تفاوت کو دور کرنے کے لئے اسلام نے کئی طریقے اختیار کئے ہیں۔ بڑے بڑے عوامل تو زکوٰۃ اور میراث جیسے فرائض ہیں لیکن ان کا تعلق محض انفرادی نہیں بلکہ اسلامی حکومت سے بھی ہے۔ جبکہ زیرِ نظر مضمون انفرادی حیثیت رکھتا ہے اور نتائج کے لحاظ سے نہایت مفید اور مؤثر! جہاں معاشرہ میں ایثار اور ایک دوسرے کا احساس ہوگا وہاں مروّت، ہمدردی، تشکر اور اخوت جیسے اخلاقِ جلیلہ کو فروغ ملے گا اور قومی یکجہتی کی راہ ہموار ہو کر ملک و ملت بنیان مرصوص کی مثال بن جائے گا۔

لیکن جب اسلامی اقدار کی ایک ایک کرکے مٹی پلید کی جانے لگی تو سادگی اور کفایت شعاری کی جگہ معیارِ زندگی کو بلند کرنے کا جنون ہر چھوٹے بڑے کے ذہن میں کلبلانے لگا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد پورا ہوا کہ معاشرہ میں جب ایک برائی جنم لیتی ہے تو ایک اچھائی اٹھا لی جاتی ہے۔ امیروں نے اپنا معیارِ زندگی یوں بلند کیا کہ تعیش کا سامان آہستہ آہستہ ضروریاتِ زندگی میں شامل کر لیا اور پھر اشیائے ضرورت بڑھیا سے بڑھیا معیار کی حاصل کی جانے لگیں۔ اخراجات کے اس اضافے کو انہوں نے غریبوں کی مدد سے ہاتھ کھینچ کر استحصال سے سمگلنگ، ملاوٹ اور ہیرا پھیری سے پورا کرنا شروع کیا۔ ایک دوسرا طبقہ جو دفتری کارروائی سے تعلق رکھتا تھا، وہاں رشوت کا بازار گرم ہوا، غنڈہ عناصر نے لوٹ کھسوٹ، چوری اور ڈاکہ کو اپنا شعار بنا لیا۔ اب بھلا غریب طبقہ اس تقابل و تفاخر کی دوڑ میں کیسے پیچھے رہ سکتا تھا۔ وہاں یہ کام پوری بد دیانتی، نادہندگی اور کئی طریقہ کے مکر و فریب سے پورا ہونے لگا۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ معاشرہ کا ہر فرد خود غرضی میں شائیلاک کا نمونہ پیش کرنے لگا۔ قرضِ حسنہ جو ایک بہت بڑی نیکی تھی ایک بڑا عیب بن گیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعض تو یہاں تک کہہ گئے
LENDING MONEY IS THE SUREST WAY OF LOSING THE FRIEND - یعنی قرض دینا، دوست کھونے کا یقینی ذریعہ ہے۔

——— اور اس کی جگہ سودی نظام نے لے لی۔ سود جیسی لعنت کو خود غرض طبیعتوں نے نہ صرف گوارا کر لیا بلکہ تجارت کی طرح اسے عین حق سمجھا جانے لگا۔ اس سودی نظام نے اس طرح پوری اسلامی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا کہ ذہن تک بدل گئے اور خود علماء میں سے ایک ماڈرن طبقہ تجارتی سود کی حلت کا فتویٰ دینے لگا۔

اب صورتِ حال یہاں تک بگڑ چکی ہے کہ اگر کوئی آسودہ حال شخص دین پر عمل پیرا ہوتے ہوئے سادگی اور کفایت شعاری کو اپنانا بھی چاہے تو ہر کہ و مہ اس کو کنجوس اور احمق کا طعنہ دیکر اسے معاشرہ کی عام ڈگر پر چلنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ ایسے دیندار لوگ جو غریبوں کی مدد کرنا چاہیں وہ بسا اوقات سوچنے پر مجبور رہو جاتے ہیں کہ جن حضرات کی یہ مدد کرنا چاہتے ہیں وہ اس امداد سے اپنی ضرورت پوری کریں گے یا اس سے اپنے جذبۂ نمود و نمائش کو فروغ دیں گے۔

موجودہ دور میں ہم نے ان سب خرابیوں کا حل اسلام کی بجائے سوشلزم میں سمجھ لیا ہے۔ بھلا کون ہر وقت آخرت اور اللہ کے ہاں جوابدہی کی فکر لگائے رکھے اور کیوں اپنے آپ کو نفسانی خواہشات مثل زنا، چوری اور مکر و فریب سے بچائے۔ کیوں موجودہ ثقافت اور تفریحی پروگرام سینما بینی، کلبوں اور آزادانہ اختلاط سے اپنے آپ کو سمیٹے رکھے۔ پھر یہ بے جان سی نماز اور روزہ کی پابندی بھی مادی ترقی کی دوڑ میں ہمارا کیا سنوارتی ہے جبکہ روٹی کپڑے اور مکان کے مسائل ان حدود و قیود کے بغیر بھی سوشلزم کے ذریعے حل ہو سکتے ہیں تو پھر اسلام جیسے فرسودہ اور تکلیف دہ نظام کی ضرورت ہی کیا ہے۔ لیکن ہم چونکہ مسلمانوں کی اولاد ہیں اور اتنی جرأت ہم میں نہیں کہ ہم اسلام سے دستبرداری کا اعلان کر سکیں۔ اس لئے چار و ناچار زندگی کے کسی نہ کسی شعبے میں اسلام کا نام لینے پر مجبور رہیں۔ لہٰذا ہم نے نعرہ لگایا کہ:

اسلام ہمارا مذہب ہے۔
سوشلزم ہماری معیشت ہے۔
جمہوریت ہماری سیاست ہے۔

دوسرے الفاظ میں ہم اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات رسماً اور زبر... سمجھتے ہیں۔ ورنہ عملی طور پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

موجودہ دور میں سوشلزم کو اسلامی اقتصادی نظام سے بہتر اور مغرب کے طرزِ جمہوریت کو اسلام کے سیاسی شورائی نظام سے برتر سمجھتے ہیں - جب تک ان پیوندکاریوں سے کام نہ لیا جائے، ہمارا اسلام ناقص اور موجودہ حالات میں کام دینے کے قابل نہیں ہے - یہ اسلام بس گھر اور مسجد تک ہی کافی ہے -

اسلام اور سوشلزم دونوں اصلاحِ حال کے لئے بالکل الگ الگ طرز اختیار کرتے ہیں - اسلام جب معاشی تفاوت کو دور کرنے کی راہ ہموار کر رہا ہوتا ہے تو معاشرہ میں احساسِ مروت، ہمدردی اخوت اور ایثار جیسے اخلاق جمیلہ ابھر آتے ہیں لیکن جہاں سوشلزم کی آمد آمد ہو وہاں خود غرضی، لوٹ کھسوٹ، غصب و غبن، مار دھاڑ، ڈاکے، چوریاں، جلاؤ گھیراؤ جیسے اخلاقِ رذیلہ کو حرکت دیکر پہلے گرانی و قحط کی راہ ہموار کی جاتی ہے پھر خونی انقلاب کے ذریعہ سوشلسٹ نظام مسلط کر دیا جاتا ہے - اس فلسفۂ حیات میں دینداری نام کی کوئی شے موجود نہیں - کیونکہ یہ مادی نظام خدا کے تصور سے یکسر عاری ہی نہیں بلکہ اس میں خدا کے ماننے والوں کا تمسخر بھی اڑایا جاتا ہے - ہمارے ہاں سوشلسٹ نظام کے علمبردار یا برسرِ اقتدار طبقہ اگر معاشرہ کو اچھے اخلاق سکھانے اور برائیوں سے پاک کرنے کے متمنی ہیں تو ان کا یہ خیال خام ہے ؎

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت
دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

پھر یہ لوگ اپنے قول و فعل میں بھی مخلص نہیں ہیں - ابھی حال ہی میں محمد عباس بخاری نے، جو پیپلز پارٹی کے منتخب شدہ قومی اسمبلی کے رکن ہیں، ۱۵ جون ۷۶ء کو قومی اسمبلی میں بجٹ پر بحث کے دوران جو تقریر کی ہے، وہ بحوالہ نوائے وقت درج ذیل ہے :

ڈاکٹر بخاری، شیخ رشید اور ڈاکٹر مبشر حسن پر خوب برسے اور کہا کہ لمبی لمبی کاریں استعمال کرنے والے اور بڑے بڑے بنگلوں میں رہنے والے کس طرح سوشلسٹ بن سکتے ہیں ان کو تو کھدر کے کپڑے پہننے چاہئیں - اگر آج وہ لاکھوں کی جائیداد سے الگ ہو جائیں تو میں بھی اپنی چھوٹی موٹی جائیداد چھوڑ دوں گا - ڈاکٹر بخاری نے اپنے حلقہ قصور اور چونیاں کا ذکر کیا کہ ساڑھے چار ہزار مربع میل کے اس حلقہ میں عوامی مطالبات کے پورا کرنے والی حکومت نے اب تک کتنے سکول، ہسپتال اور کالج قائم کئے ہیں ؟ کیا ان لوگوں کا حق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں تھا، انہوں نے کہا کہ بیشک مجھے گولی ماردی جائے مگر میں سچ بات کہوں گا۔ کارخانوں کا سارا زور گوجرانوالہ اور شیخوپورہ روڈ پر کیوں ہے، ڈاکٹر بخاری پولیس کے انتظام پر سخت معترض تھے۔ وہ زوردار لہجے میں کہنے لگے کہ ہماری بہنوں نے جس پیپلز پارٹی کے پرچم کے لئے اپنے سروں کے دوپٹے دیئے تھے، آج پیپلز پارٹی کی حکومت میں ان کی عزت تک محفوظ نہیں رہی۔ قتل کے مقدمات کا فیصلہ تھانوں میں ہوتا ہے۔ ایک ایک تھانہ کی آمدنی بیس پچیس ہزار روپے ماہانہ ہے۔"

(نوائے وقت ۱۶ جون ۷۲ء صفحہ آخر کالم ۶)

یہ حکومتی پارٹی کے اپنے رکن کی شہادت ہے۔ اسے ایک بار پھر پڑھئے کہ ان جملوں میں کن بڑی بڑی خرابیوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اب اگر کوئی بعد کا مؤرخ اس دور کی تاریخ لکھنے بیٹھے گا تو موجودہ دور کے مظالم کا پلڑا یقیناً بھاری اترے گا۔ اور یہ وہ دور ہے جبکہ پوری تندہی سے سوشلزم کے لئے راہ ہموار کی جا رہی ہے۔

ہمارے یہ سوشلسٹ حضرات جذبات کی رو میں بعض دفعہ یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام سوشلسٹ تھے (نعوذ باللہ) بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے پہلے ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تمام سرمایۂ تجارت غریبوں کی دستگیری، مقروضوں کے قرضوں کی ادائیگی اور بے روزگاروں کو روزگار مہیا کرنے پر صرف کر دیا تھا۔ آپ ایک دیانت دار اور کامیاب تاجر تھے۔ سرمایہ کافی تھا۔ مگر یہ سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر کے "الفقر فخری" کو ترجیح دی۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں حضرت عائشہ رض کی زبانی یہ شہادت بھی ملتی ہے کہ آپ کے ہاں ایک ایک ماہ تک آگ نہ جلتی تھی اور فقط دو کالی چیزوں (مشکیزے کا پانی اور ادنیٰ قسم کی کھجور) پر گذر اوقات کر لیا کرتے تھے۔ وہاں انہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی ایک دوسری شہادت بھی ملتی ہے کہ حضورؐ ایک رات سخت بے قرار تھے۔ بار بار بیقراری اور بے چینی کی حالت میں بستر استراحت سے اٹھ کر بیٹھ جاتے۔ ام المؤمنینؓ نے اس بے قراری کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ میرے پاس سونے کا ایک ٹکڑا آیا تھا، میں ابھی تک اسے صدقہ نہیں کر سکا اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس کام سے فراغت سے پہلے مجھے موت نہ آ جائے۔

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا ان بحث کرنے والوں کا بھی یہی کردار ہے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وسلم کے نظریات، ثقافت اور بود و باش ایسی ہی تھی جو ان سوشلسٹوں کی ہے؟ کیا انہوں نے خدا ہی کو اپنا آئین ساز نہ مانا تھا؟ کیا انہیں ہر وقت فکرِ آخرت ہی دامن گیر نہ رہتی تھی اور کیا انہوں نے کبھی خونیں انقلاب اور اس کے تدریجی منازل طے کرنے کی تدابیر سوچی تھیں؟

یہ ٹھیک ہے کہ اسلام بھی معاشی تفاوت کو کم کرتا ہے اور سوشلزم بھی، لیکن ان دونوں کے طریق کار میں جو زمین آسمان کا فرق ہے، اسے کس پلڑے میں ڈالا جائے گا؟ ایک انتہائی غلاظت، دوسرا انتہائی پاکیزگی ——— ھل یستوی الخبیث والطیب ———؟

لہٰذا ایسے واضح تضاد کی موجودگی میں اسلام میں سوشلزم کی پیوندکاری کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسلام اگر مکمل ضابطۂ حیات ہے تو اسے پورے کا پورا تسلیم کرنا ہوگا۔ ورنہ اسلام کا نام لینا چھوڑ دیجیے کیونکہ اس منافقت کی بھی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔

سوشلزم دراصل سرمایہ داری اور آمریت کی انتہائی اور بدترین شکل ہے۔ اگر پاکستان میں اس وقت بائیس یا اس سے کم و بیش خاندان سرمایہ دار ہیں تو کسی سوشلسٹ ملک میں خود حکومت (سرکاری پارٹی) ہی سب سے بڑی سرمایہ دار ہوتی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں اگر کارخانہ دار یا جاگیر دار اپنے چند ملازمین کی محنت سے خود سر دردی کر کے فائدہ اٹھا لے تو وہ استحصال کا مجرم ہے۔ مگر کسی سوشلسٹ ملک میں سرکاری پارٹی بلا شرکت غیرے یہی کام انجام دیتی ہے اور تمام ملک کی استحصالی دولت کھینچ کر اس کے پاس چلی آتی ہے۔ اب اسے اختیار ہے کہ وہ اسے انسانیت کی فلاح پر خرچ کرے یا ہلاکت پر اور دوسرے ممالک میں سازشوں کے جال بچھانے پر۔ پھر اس سرکاری پارٹی کا سربراہ بدترین قسم کا آمر ہوتا ہے جو اپنی ناک پر مکھی بیٹھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ وہاں نہ جلسے جلوس کی گنجائش ہے نہ احتجاج کی۔ ہڑتال، مظاہرے، زبانی یا تحریری تنقید سب کچھ ممنوع ہے۔ ایسے سب لوگ بغاوت کے مجرم ہیں اور ان کی سزا موت ہے ایسے ممالک میں جاسوسی کا نظام اتنا متحرک ہوتا ہے کہ کسی پر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

ہمارے سوشلسٹ حضرات چین کی مساوات کی مثال بڑے فخر سے پیش کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ سوشلزم کی فیوض و برکات کے سبب چین نے کتنے قلیل عرصہ میں کتنی شاندار ترقی کر لی ہے۔ مگر یہ مثال دیتے وقت وہ لوگ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ چینی لوگ اپنے قول و فعل میں کم از کم مخلص تو ہیں۔ ان کے سربراہ ماؤزے تنگ اور پارٹی کے دوسرے ارکان نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہلے خود تمام تعیشات کو خیر باد کہہ کر سادگی اختیار کی۔ پھر عوام ان کے پیچھے چلنے لگے۔ انہوں نے محنت کے ساتھ سائنسی علوم و فنون حاصل کئے، قومی خزانہ پر بار بننے کے بجائے قوم کی مشترکہ کوششوں نے مملکت کو مضبوط بنا دیا اور وہ ترقی کی منازل طے کرتے گئے۔ وہ منافق نہیں تھے۔ خلوصِ نیت سے دنیا کے پیچھے پڑے اور وہ ان کو مل گئی۔ حسبِ ارشادِ باری تعالیٰ:

"فمن الناس من یقول ربنا آتنا فی الدنیا وما لہ فی الآخرۃ من خلاق" (البقرۃ ۲۰۰)

لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب، ہمیں دنیا ہی میں سب کچھ دے دے، ایسے شخص کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

قصہ مختصر، اسلام کے زریں اصولوں پر کوئی بھی، خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم، فرد ہو یا قوم، عمل پیرا ہوگا، اس کا بدلہ اسے ضرور ملے گا۔ وہ اصول اگر دنیوی زندگی سے تعلق رکھتا ہے تو دنیا ملے گی (جتنی خدا چاہے) اور اگر دنیا و آخرت دونوں سے تعلق رکھتا ہے۔ تو دونوں جگہ بدلہ ملے گا۔ اسلام میں اکیلی آخرت ہی کا تصور نہیں بلکہ اس کے ثمرات دونوں جہانوں میں اپنے پیروؤں کو فیض یاب کرتے ہیں، جیسا کہ مذکورہ بالا آیت کے دوسرے حصے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ومنهم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار"

کہ "ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں دنیا اور آخرت دونوں جگہ بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔"

—— اسلامی احکام کے تحت اگر ہم دنیا بھی کمائیں، تو یہ بھی خالصتاً دین ہی ہوگا۔ گویا اسلام میں دین کے ساتھ دنیا اور دنیا کے ساتھ دین کا تصور بھی موجود ہے۔ جبکہ سوشلزم میں آخرت نام کی کوئی چیز نہیں، تو پھر کیا "اسلامی سوشلزم" کا جوڑ مضحکہ خیز نہیں!

© rasailojaraid.com